سوال:

کیا حضرت زہرا (س) کی شیخین (ابو بکر و عمر) پر نفرین (بد دعا) کرنے کی روایت کی سند صحیح (معتبر) ہے؟

توضیح سؤال:

مہم اور مورد بحث مسائل میں سے ایک علمی مسئلہ، حضرت زہرا (س) کا ابو بکر اور عمر پر نفرین کرنا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا کتب اہل سنت میں کوئی روایت موجود ہے کہ حضرت زہرا (س) ابو بکر اور عمر پر قنوت میں نفرین کرتی تھیں؟ اور کیا اس روایت کی سند صحیح و معتبر ہے؟

مختصر جواب:

کتاب صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت کے مطابق، حضرت زہرا(س) اپنے والد گرامی رسول خدا(ص) کی شہادت کے بعد، ابو بکر کے پاس گئیں اور فدک واپس کرنے کا مطالبہ کیا کہ جسے ابو بکر نے زبردستی ان سے چھینا تھا، لیکن ابو بکر نے فدک واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ابو بکر کے اس غاصبانہ انکار نے حضرت زہرا(س) کو دلی اور روحی طور پر بہت صدمہ پہنچایا کہ جس سے وہ ابو بکر پر غصہ کر کے سخت ناراض ہو گئیں۔

بخاری و مسلم نے اسی حد تک روایت نقل کی ہے، لیکن اہل سنت کی دوسری معتبر کتب جیسے «انساب الاشراف» بلاذری اور «السقیفۃ» جوہری میں نقل ہوا ہے کہ حضرت صدیقہ طاہرہ صلوات اللہ و سلامہ علیہا نے واضح فرمایا:

و الله لأدعون الله عليك،

خدا کی قسم میں تمہارے لیے بد دعا کروں گی۔

حضرت زہرا سلام اللہ علیہا یہ کہنے کے بعد روتی ہوئیں وہاں سے چلی گئیں اور حتی مرتے وقت وصیت کی کہ امیر المؤمنین علی (ع) انکے کفن و دفن کے تمام مراسم میں ابو بکر اور عمر کو شرکت کی اجازت بالکل نہ دیں۔

لیکن ابن قتیبہ دینوری کی روایت کے مطابق، حضرت زہرا (س) کا ان دونوں پر نفرین کرنے کا واقعہ اس وقت پیش آیا جب ابو بکر اور عمر حضرت زہرا (س) کے گھر انکی عیادت کرنے آئے تھے کہ وہ دونوں امیر المؤمنین علی (ع) کو واسطہ قرار دے کر حضرت زہرا (س) سے ملنے کے لیے آئے تھے، لیکن حضرت زہرا (س) نے ان دونوں کو دیکھتے ہی ان سے منہ موڑ لیا۔ ابو بکر کے بات کرنے کے بعد حضرت زہرا سلام اللہ علیہا نے اس سے اقرار لینے کے بعد کہ اس نے روایت:

«رضا فاطمة من رضاي و سخط فاطمة من سخطي فمن أحب فاطمة ابنتي فقد أحبني و من أرضى فاطمة فقد أرضاني و من أسخط فاطمة فقد أسخطني»

کو رسول خدا سے سنا تھا، ان دونوں سے فرمایا: میں خداوند اور اسکے ملائکہ کو گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ تم دونوں نے مجھے غصہ دلایا ہے اور میں رسول خدا سے تم دونوں کی شکایت کروں گی اور پھر فرمایا:

«و الله لأدعون الله عليك في كل صلاة أصليها»،

خدا کی قسم بے شک میں اپنی ہر نماز میں تمہارے لیے بد دعا کروں گی۔

تفصیلی جواب:

وہ روایات کہ جنکو سوال میں بیان کیا گیا ہے، انکے معنی و مضمون کو اہل سنت کی کتب میں مختلف سند کے ساتھ نقل کیا گیا ہے:

روایت اول: نقل ابن قتیبہ از عبد اللہ ابن عبد الرحمن انصاری:

ابن قتیبہ نے کتاب الامامۃ والسیاسۃ میں سقیفہ کے ماجرا کو مستقل عنوان «ذکر السقیفۃ وماجری فیھا من القول»

کے ساتھ ذکر کیا ہے اور پھر اس طولانی روایت کو اس سند کے ساتھ نقل کیا ہے:

و حدثنا قال و حدثنا ابن عفير عن أبي عون عن عبد الله بن عبد الرحمن الأنصاري رضي الله عنه أن النبي عليه الصلاة والسلام لما قبض اجتمعت الأنصار رضي الله عنهم إلى سعد بن عبادة.

عبد الرحمن انصاری کہتا ہے: جب رسول خدا دنیا سے گئے تو انصار سعد ابن عبادہ کے پاس اکٹھے ہو گئے۔

ابتدائے روایت سے لے کر یہاں تک، انصار کے آپس میں اختلاف کرنے، اور انکے سعد ابن عبادہ کے پاس اکٹھے ہونے، بعض مہاجرین کے ابو بکر کی بیعت کرنے، امیر المؤمنین اور بنی ہاشم کے بیعت نہ کرنے، بیت وحی پر حملہ کرنے، حضرت زہرا کی حرمت پامال کرنے اور امیر المؤمنین کو زبردستی مسجد نبوی میں لے جانے والے تمام حوادث کو تفصیل سے نقل کیا ہے، جب یہاں پہنچتا ہے کہ عمر نے ابو بکر سے کہا:

انطلق بنا إلى فاطمة فأنا قد أغضبناها فانطلقا جميعا فاستأذنا على فاطمة فلم تأذن لهما فأتيا عليا فكلماه فأدخلهما عليها فلما قعد عندها حولت وجهها إلى الحائط فسلما عليها فلم ترد عليهما السلام فتكلم أبو بكر فقال يا حبيبة رسول الله و الله إن قرابة رسول الله أحب إلي من قرابتي و إنك لأحب إلى من عائشة ابنتي و لوددت يوم مات أبوك أني مت و لا أبقى بعده أفتراني أعرفك و أعرف فضلك و شرفك و أمنعك حقك و ميراثك من رسول الله إلا أني سمعت أباك رسول الله يقول (لا نورث ما تركنا فهو صدقة) فقالت أرأيتكما إن حدثتكما حديثا عن رسول الله تعرفانه و تفعلان به قالا نعم.

فقالت نشدتكما الله ألم تسمعا رسول الله يقول (رضا فاطمة من رضاي وسخط فاطمة من سخطي فمن أحب فاطمة ابنتي فقد أحبني و من أرضى فاطمة فقد أرضاني ومن أسخط فاطمة فقد أسخطني) قالا نعم سمعناه من رسول الله قالت فإني أشهد الله و ملائكته أنكما أسخطتماني وما أرضيتماني و لئن لقيت النبي لأشكونكما إليه فقال أبو بكر أنا عائذ بالله تعالى من سخطه و سخطك يا فاطمة ثم انتحب أبو بكر يبكي حتى كادت نفسه أن تزهق و هي تقول و الله لأدعون

الله عليك في كل صلاة أصليها ثم خرج باكيا فاجتمع إليه الناس فقال لهم يبيت كل رجل منكم معانقا حليلته مسرورا بأهله و تركتموني و ما أنا فيه لا حاجة لي في بيعتكم أقيلوني بيعتي.

اکٹھے (حضرت) فاطمہ کے پاس چلتے ہیں کیونکہ ہم نے اسے غصہ دلایا ہے۔ وہ دونوں (ابو بکر و عمر) (حضرت) فاطمہ کے پاس آئے اور گھر میں داخل ہونے کی اجازت مانگی، لیکن بی بی نے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی۔ وہ دونوں (حضرت) علی (ع) کے پاس آئے اور انکو ساری بات بتائی۔ [حضرت علی] ان دونوں کو لے کر [حضرت فاطمہ] کے پاس آئے۔ جب وہ دونوں بی بی کے پاس بیٹھے تو بی بی نے اپنا منہ دیوار کی طرف کر لیا، ان دونوں نے بی بی کو سلام کیا لیکن بی بی نے سلام کا جواب نہ دیا۔ ابو بکر نے بات شروع کرتے ہوئے کہا: اے رسول خدا کی پیاری بیٹی! خدا کی قسم رسول خدا کی قرابت میری نظر میں، میری قرابت سے محبوب تر ہے اور آپ میرے لیے میری بیٹی عائشہ سے بھی زیادہ محبوب ہیں، میں چاہتا تھا کہ آپکے والد کی وفات کے بعد میں بھی دنیا میں نہ رہتا اور میں بھی مر جاتا۔

آپکاخیال ہے کہ میں نے آپکواور آپکی فضیلت کو جاننے کے باوجود بھی آپکو آپکے حق اور والد کی میراث سے منع کیاہے، نہیں بلکہ میں آپکے والد سے ایک روایت کوسناتھاکہ:

ہم انبیاء کوئی میراث نہیں چھوڑتے بلکہ جو چھوڑتے ہیں، وہ سب صدقہ ہوتا ہے۔

حضرت زہرا(س) نے فرمایا: تم دونوں کا کیا خیال ہے کہ اگر میں تمہارے لیے رسول خدا کی ایک روایت کو نقل کروں تو کیاتم اسے قبول کرلوگے اوراس پر عمل کروگے؟دونوں نے کہا:ہاں،

بی بی نے فرمایا: میں تم کوخدا کی قسم دیتی ہوں کہ کیاتم نے نہیں سنا کہ رسول خدانے فرمایاتھا: فاطمہ کاراضی ہونا، میراراضی ہوناہےاور فاطمہ کا غصہ کرنا، میرا غصہ کرناہے، پس جو بھی میری بیٹی فاطمہ سے محبت کرے گاتواس نے مجھ سے محبت کی ہےاور جو بھی اسے خوش کرے گاتواس نے مجھے خوش کیاہےاور جس نے بھی اسے غصہ دلایاتواس نے مجھے غصہ دلایاہے۔

یہ سن کر دونوں نے کہا: ہاں، ہم نے اس روایت کو رسول خدا سے سنا ہے، پھر بی بی نے فرمایا: میں خداوند اور اسکے ملائکہ کو گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ تم دونوں نے مجھے غصہ دلایا ہے اور مجھے راضی نہیں کیا۔ میں جب بھی رسول خدا سے ملاقات کروں گی تو تم دونوں کی شکایت کروں گی۔ ابو بکر نے کہا: اے فاطمہ! میں رسول خدا اور تیرے غصے سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں، پھر اس نے رونا شروع کر دیا، ایسے رویا کہ نزدیک تھا کہ اسکے بدن سے جان ہی نکل جاتی۔

پھر فاطمہ زہرا (س) نے فرمایا: خدا کی قسم میں اپنی ہر نماز میں تمہارے لیے بد دعا کروں گی، پھر ابو بکر روتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔ لوگ اسکے گرد جمع ہو گئے اور اس نے لوگوں سے کہا: آج رات تم لوگ اپنی اپنی بیویوں کے ساتھ جا کر سکون کی نیند سو جاؤ اور خوش رہو اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دو کہ مجھے تمہاری بیعت کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

أبو محمد عبد الله بن مسلم ابن قتيبة الدينوري الوفاة: ٢٧٦هـ. الإمامة و السياسة ج ١ ص ١٧، دار النشر: دار الكتب العلمية - بيروت - ١٤١٨هـ - ١٩٩٧م، تحقيق: خليل المنصور.

روایت دوم نقل بلاذری(م279ه-)از موسی ابن عقبہ:

اہل سنت کے مشہور و معروف عالم بلاذری نے بھی حضرت زہرا(س) کے ابو بکر پر نفرین کرنے کی روایت کو ایک دوسری سند کے ساتھ نقل کیا ہے:

الْمَدَائِنِيُّ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ خَالِدٍ مَوْلَى خُزَاعَةَ ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، قَالَ : دَخَلَتْ فَاطِمَةُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ حِينَ بُويِعَ. فَقَالَتْ: إِنَّ أُمَّ أَيْمَنَ وَ رَبَاحًا يَشْهَدَانِ لِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَعْطَانِي فَدَكَ . فَقَالَ : وَ اللَّهِ مَا خَلَقَ اللَّهُ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَبِيكِ ، لَوَدِدْتُ أَنَّ الْقِيَامَةَ قَامَتْ يَوْمَ مَاتَ، وَ لَأَنْ تَفْتَقِرَ عَائِشَةُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَفْتَقِرِي، أَفَتَرَيْنِي أُعْطِي الأَسْوَدَ وَ الأَحْمَرَ حُقُوقَهُمْ وَ أَظْلِمُكِ وَ أَنْتِ ابْنَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ، إِنَّ هَذَا الْمَالَ إِنَّمَا كَانَ لِلْمُسْلِمِينَ ، فَحَمَّلَ مِنْهُ أَبُوكِ الرَّاجِلَ وَيُنْفِقُهُ فِي السَّبِيلِ، فَأَنَا إِلَيْهِ بِمَا وَلِيَهُ أَبُوكِ، قَالَتْ: وَ اللَّهِ لا

أُكَلِّمُكَ قَالَ: وَ اللَّهِ لا أَهْجُرُكِ. قَالَتْ: وَ اللَّهِ لأَدْعُوَنَّ اللَّهَ عَلَيْكَ. قَالَ: لأَدْعُوَنَّ اللَّهَ لَكِ.

موسی ابن عقبہ کہتا ہے: حضرت فاطمہ (س) بیعت کے وقت ابو بکر کے پاس گئیں اور اس سے فرمایا: ام ایمن اور رباح میرے لیے گواہی دیتے ہیں کہ رسول خدا نے فدک مجھے بخشا ہے۔ ابو بکر نے کہا: خدا کی قسم خداوند نے تیرے باپ کے علاوہ میرے نزدیک کسی کو محبوب تر خلق نہیں کیا، میں چاہتا تھا کہ اسکی رحلت کے دن، قیامت برپا ہو جاتی۔ اگر عائشہ محتاج اور فقیر ہو جائے تو یہ میرے لیے زیادہ پسندیدہ ہے کہ تم محتاج اور فقیر ہو جاؤ۔

کیا آپکا یہ گمان ہے کہ میں سیاہ فام اور سرخ فام لوگوں کو تو دیتا ہوں اور آپکے حق میں ظلم کرتا ہوں ؟ حالانکہ تم رسول خدا کی بیٹی ہو۔ یہ مال، مسلمین کا ہے، (یعنی بیت المال اور سب کا ہے)، تمہارے والد اس مال کو جنگ کے لیے شتر سواروں پر راہ خدا میں خرچ کرتے تھے، میں بھی وہی کام انجام دوں گا کہ جسے تمہارے والد انجام دیتے تھے، (یعنی تمہیں کچھ نہیں دوں گا، حالانکہ تمہارا ہی یہ حق و مال ہے)، انھوں (حضرت زہرا) نے فرمایا: خدا کی

قسم آج کے بعد میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گی۔ابو بکر نے کہا: خدا کی قسم میں تو تم سے ناراض نہیں ہوں

گا۔حضرت فاطمہ (س) نے فرمایا: خدا کی قسم میں تمہارے لیے بد دعا کروں گی۔ابو بکر نے کہا: خدا کی قسم میں

تمہارے لیے دعا کروں گا۔

البلاذري، أحمد بن يحيي بن جابر (متوفى٢٧٩هـ)، أنساب الأشراف، ج١، ص ٧٩، تحقيق: سهيل زكار ورياض الزركلي. الناشر: دار الفكر – بيروت. الطبعة: الأولى، ١٤١٧ هـ - ١٩٩٦ م.

نوٹ: خداوند کی خاص خاص لعنت ہو اس دعا پر اور اس دعا کرنے والے پر !!!

روایت سوم: نقل جوہری (م 323ھ) از ہشام ابن محمد عن ابیہ:

جوہری نے نقل کیا ہے کہ حضرت زہرا (س) ابو بکر کے پاس آئیں لیکن اس نے فدک واپس کرنے سے صاف انکار کر دیا۔اس پر حضرت زہرا (س) نے شدید غصے کی حالت میں فرمایا: خدا کی قسم میں تم پر نفرین کرتی ہوں:

و روى هشام بن محمد، عن أبيه قال: قالت فاطمة، لأبي بكر: إن أم أيمن تشهد لي أن رسول الله صلى الله عليه و آله، أعطاني فدك، فقال لها: يا ابنة رسول الله، و الله ما خلق الله خلقا أحب إلي من رسول الله صلى الله عليه و آله أبيك، و لوددت أن السماء وقعت على الأرض يوم مات أبوك، و الله لأن تفتقر عائشة أحب إلي من أن تفتقري، أتراني أعطي الأحمر و الأبيض حقه و أظلمك حقك، و أنت بنت رسول الله صلى الله عليه و آله و سلم، إن هذا المال لم يكن للنبي صلى الله عليه و آله و سلم، و إنما كان مالا من أموال المسلمين يحمل النبي به الرجال، و ينفقه في سبيل الله، فلما توفي رسول الله صلى الله عليه و آله و سلم وليته كما كان يليه.

قالت: و الله لا كلمتك أبدا، قال: و الله لا هجرتك أبدا، قالت: و الله لأدعون الله عليك، قال: و الله لأدعون الله لك، فلما حضرتها الوفاة أوصت ألا يصلي عليها، فدفنت ليلا، و صلى عليها عباس بن عبد المطلب، و كان بين وفاتها و وفاة أبيها اثنتان و سبعون ليلة.

[حضرت] فاطمہ [سلام اللہ علیہا] نے ابو بکر سے کہا: ام ایمن میرے لیے گواہی دیتی ہے کہ خود رسول خدا نے فدک مجھے بخشا ہے۔ابو بکر نے کہا: ابو بکر نے کہا: خدا کی قسم خداوند نے تیرے باپ کے علاوہ میرے نزدیک کسی کو محبوب تر خلق نہیں کیا، میں چاہتا تھا کہ اسکی رحلت کے دن، آسمان زمین پر آ گرتا، اگر عائشہ محتاج اور فقیر ہو جائے تو یہ میرے لیے زیادہ پسندیدہ ہے کہ تم محتاج اور فقیر ہو جاؤ۔

کیا آپکا یہ گمان ہے کہ میں گورے اور کالے کو تو دیتا ہوں اور آپکے حق میں ظلم کرتا ہوں؟ حالانکہ آپ تو رسول خدا کی بیٹی ہیں؟ یہ مال (فدک) تو رسول خدا کا نہیں تھا بلکہ مسلمین کا مال ہے کہ جو وہ لے کر اس (رسول خدا) کے لیے لاتے تھے اور رسول خدا اس مال کو راہ خدا میں خرچ کرتے تھے۔اب جبکہ وہ وفات پا گئے ہیں، اس مال کا میں ذمہ دار ہوں، جیسے کہ وہ ذمہ دار تھے۔

حضرت زہرا نے فرمایا: خدا کی قسم آج کے بعد میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گی۔ابو بکر نے کہا: خدا کی قسم میں تو تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔حضرت فاطمہ (س) نے فرمایا: خدا کی قسم میں تمہارے لیے بد دعا کروں گی۔

ابو بکر نے کہا: خدا کی قسم میں تمہارے لیے دعا کروں گا۔ جب بی بی کی وفات کا وقت آن پہنچا تو انھوں نے وصیت کی کہ ابو بکر میری نماز جنازہ میں شریک نہ ہو، پس وہ رات کے اندھیرے میں دفن ہوئی اور عباس ابن عبدالمطلب نے اس پر نماز پڑھی۔ رسول خدا اور اسکی وفات کے درمیان 72 راتوں کا فاصلہ تھا۔

الجوهري، أبي بكر أحمد بن عبد العزيز (متوفي٣٢٣هـ)، السقيفة وفدك، ص ١٠٤، تحقيق: تقديم وجمع وتحقيق: الدكتور الشيخ محمد هادي الأميني، ناشر : شركة الكتبي للطباعة والنشر - بيروت – لبنان،

نتیجہ:

یہاں تک ان تین روایات کی روشنی میں چند نکات ثابت ہو جاتے ہیں:

اولا:

ابو بکراور عمر دونوں نے فدک غصب کرنے کے بعد اقرار کیا کہ انھوں نے حضرت زہرا(س) کو غصہ دلایا اور غضبناک کیا ہے، اسی وجہ سے وہ حضرت صدیقۃ الکبری کے پاس معذرت کرنے کے لیے آئے تھے:

انطلق بنا إلى فاطمة فأنا قد أغضبناها....

ثانیا:

حضرت زہرا(س) بھی مرتے دم تک ان دونوں سے راضی نہیں ہوئیں اور انکو معاف بھی نہیں کیا، کیونکہ جب وہ دونوں بی بی سے ملنے گھر آئے تو بی بی نے اپنا منہ ان سے موڑ کر دیوار کی طرف کر لیا:

حولت وجهها إلى الحائط،

اور حضرت فاطمہ (س) کی ناراضگی ان سے اس حد تک شدید تھی کہ فرمایا: میں اپنی ہر نماز میں تم دونوں کے لیے بد دعا کرتی ہوں:

و الله لأدعون الله عليك في كل صلاة أصليها.

ثالثا:

ان روایات کے مطابق حضرت زہرا(س) کی طرف سے نفرین کرنا،**دومرتبہ** ذکر ہوا ہے۔ **ایک مرتبہ** ابن قتیبہ کی روایت کے مطابق فدک غصب کرنے کے بعد،وہ دونوں امیرالمؤمنین علی(ع) کے گھر گئے تو حضرت زہرا(س) نے یہ جملہ فرمایا:

(و الله لأدعون الله عليك)،

اور دوسری مرتبہ بلاذری اور جوہری کی روایات کے مطابق جب حضرت زہرا(س) نے ان سے فدک واپس کرنے کا مطالبہ کیا اور انھوں نے واپس دینے سے انکار کیا تو حضرت فاطمہ (س) نے پھر نفرین کرنے کا مطلب بیان فرمایا۔

رابعا:

جوہری کی روایت کے مطابق حضرت صدیقہ طاہرہ (س) نے وصیت کی کہ انھیں رات کی تاریکی میں دفن کیا

جائے تاکہ ابو بکر جنازے میں شریک نہ ہو سکے اور نہ ہی نماز میت پڑھ سکے:

فلما حضرتها الوفاة أوصت ألا يصلي عليها، فدفنت ليلا.

آخری نکتہ: ان روایات کا معتبر ہونا:

اہل سنت اور خود وہابیوں کے علم رجال کے قاعدے کے مطابق یہ روایات معتبر ہیں اور دلیل واستدلال کے

مقام پر بھی انکو ذکر کیا جا سکتا ہے۔

1- مذکورہ روایات مستفیض ہیں:

حضرت زہرا(س) کا نفرین کرنا، تین روایات میں اور متعدد اسناد کے ساتھ ذکر ہوا اور علمائے اہل سنت کے مطابق جو روایت تین سند کے ساتھ نقل ہو، وہ مستفیض ہوتی ہے اور علم حدیث کے مطابق مستفیض روایت حجت و معتبر ہوتی ہے۔

سبکی نے کتاب «رفع الحاجب عن مختصر ابن الحاجب» میں مستفیض روایت کی تعریف میں، اہل سنت کے علماء کے اقوال ذکر کیے ہیں:

و المستفيض ... في الغنية: تزيد على الاثنين و الثلاثة و الأربع. و عبارة صاحب التنبيه : و أقل ما تثبت به الاستفاضة اثنان. و المختار عندنا: أن المستفيض ما يعده الناس شائعا، و قد صدر عن أصل، ليخرج ما شاع - لا عن أصل – و ربما حصلت الاستفاضة باثنين.

خبر مستفیض کی تعریف کتاب «الغنیہ» میں آئی ہے کہ: خبر مستفیض وہ ہے کہ جو دو سے زیادہ واسطوں سے نقل ہوئی ہو۔ صاحب کتاب تنبیہ نے کہا ہے: روایت مستفیض ثابت ہونے کے کم از کم دو واسطے ہیں۔

میری یہ رائے ہے کہ لوگ اس خبر کو مشہور جانتے ہوں اور اس شہرت کا سبب ایک قاعدہ ہو اور ممکن ہے کہ کبھی استفاضہ دو طریق سے بھی ثابت ہوتا ہے۔

السبكي، تاج الدين أبي النصر عبد الوهاب بن علي بن عبد الكافي (متوفي٦٤٦هـ)، رفع الحاجب عن مختصر ابن الحاجب، ج ٢، ص ٣٠٨، تحقيق: علي محمد معوض، عادل أحمد عبد الموجود، دار النشر: عالم الكتب - لبنان / بيروت

جزائری دمشقی نے لکھا ہے:

و أقل ما ثبت به الاستفاضة اثنان.

استفاضہ کم از کم دو طریق سے ثابت ہوتا ہے۔

الجزائري الدمشقي، طاهر بن صالح بن أحمد (متوفى: ١٣٣٨هـ)، توجيه النظر إلي أصول الأثر، ج١، ص١١٢، تحقيق: عبد الفتاح ابوغدة، ناشر: مكتبة المطبوعات الإسلامية - حلب، الطبعة: الأولى، ١٤١٦هـ ـ ١٩٩٥م

شوکانی نے بھی لکھا ہے:

و القسم الثاني المستفيض و هو ما رواه ثلاثة فصاعدا و قيل ما زاد على الثلاثة و قال أبو اسحاق الشيرازي اقل ما تثبت به الاستفاضة اثنان.

قسم دوم: روایت مستفیض وہ ہے کہ جسکو تین یا اس سے زیادہ راویوں نے نقل کیا ہو، ایک قول ضعیف یہ بھی ہے کہ روایت مستفیض وہ ہے کہ جسکو تین سے زیادہ راویوں نے نقل کیا ہو، ابو اسحاق شیرازی نے کہا ہے:

استفاضہ کم از کم دو طریق سے ثابت ہوتا ہے۔

الشوكاني، محمد بن علي بن محمد (متوفى ١٢٥٥هـ)، إرشاد الفحول إلي تحقيق علم الأصول، ج١، ص٩٤، تحقيق: محمد سعيد البدري ابومصعب، ناشر: دار الفكر - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤١٢هـ - ١٩٩٢م

حسن عطار نے لکھا ہے:

و قد يسمى أي المستفيض مشهورا و أقله من حيث عدد راويه أي أقل عدد روى المستفيض اثنان و قيل ثلاثة الأول مأخوذ من قول الشيخ في التنبيه و أقل ما يثبت به الاستفاضة اثنان.

کبھی مستفیض، مشہور کو بھی کہتے ہیں، خبر مستفیض کے کم از کم دو راوی ہوتے ہیں، بعض نے کہا ہے: تین راوی، پہلا قول شیخ کا ہے جو کتاب التنبیہ سے لیا گیا ہے اور استفاضہ کم از کم دو طریق سے ثابت ہوتا ہے۔

حسن العطار (متوفي١٢٥٠ هـ)، حاشية العطار على جمع الجوامع ، ج ٢، ص ١٥٧، دار النشر : دار الكتب العلمية - لبنان/ بيروت، الطبعة : الأولى ١٤٢٠هـ - ١٩٩٩م

حسن العطار نے لکھا ہے:

و قد يسمى أي المستفيض مشهورا.

کبھی کبھی مستفیض روایت کو مشہور روایت بھی کہتے ہیں۔

حسن العطار (متوفي١٢٥٠ هـ)، حاشية العطار على جمع الجوامع ، ج ٢، ص ١٥٧، دار النشر : دار الكتب العلمية - لبنان/ بيروت، الطبعة : الأولى ١٤٢٠هـ - ١٩٩٩م

محمد جمال الدین قاسمی نے بھی کہا ہے:

التاسع، المستفيض: هو المشهور، على رأي جماعة من أئمة الفقهاء.

قسم نہم: خبر مستفیض بعض فقہاء کے نزدیک وہی مشہور روایت ہوتی ہے۔

القاسمي، محمد جمال الدين (متوفى١٣٣٢هـ)، قواعد التحديث من فنون مصطلح الحديث، ج ١، ص١٢٤، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٣٩٩هـ - ١٩٧٩م.

ابن قدامہ نے خبر مستفیض کی حجیت کے بارے میں لکھا ہے:

لأن الاستفاضة أقوى من خبر الثقة.

استفاضہ، خبر ثقہ بھی زیادہ معتبر ہوتا ہے۔

الكافي في فقه ابن حنبل، ج ٣، ص٢٩٩ ، عبد الله بن قدامة المقدسي أبو محمد الوفاة: ٦٢٠ ، دار النشر : المكتب الاسلامي – بيروت.

2. راویوں کا متعدد ہونا، باعث تقویت روایات ہوتا ہے:

ابن تیمیہ معتقد ہے کہ اگر ایک روایت کے نقل کرنے والے متعدد راوی ہوں تو وہ ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں اور وہ روایت علمی طور پر قابل قبول ہو جاتی ہے اور کبھی اس روایت کے صادر ہونے کے بارے میں علم ویقین حاصل ہو جاتا ہے، اگرچہ وہ راوی فاسق وفاجر ہی کیوں نہ ہوں:

فإن تعدد الطرق و كثرتها يقوى بعضها بعضا حتى قد يحصل العلم بها و لو كان الناقلون فجارا فساقا فكيف إذا كانوا علماء عدولا.

بے شک طریق (راویوں) کا متعدد اور بکثرت ہونا، یہ ایک دوسرے کی علمی تقویت کا باعث بنتا ہے، حتی کبھی اس روایت کے صحیح صادر ہونے کا بھی یقین حاصل ہو جاتا ہے، اگرچہ اس روایت کے نقل کرنے والے، فاجر اور فاسق ہی کیوں نہ ہوں، اور اگر وہ روایت نقل کرنے والے عادل علماء ہوں تو پھر روایت کی صورتحال واضح ہو گی۔

ابن تيميه الحراني الحنبلي، ابوالعباس أحمد عبد الحليم (متوفى ٧٢٨ هـ)، كتب ورسائل وفتاوي شيخ الإسلام ابن تيمية، ج ١٨، ص٢٦، تحقيق: عبد

الرحمن بن محمد بن قاسم العاصمي النجدي، ناشر: مكتبة ابن تيمية، الطبعة: الثانية.

نتیجہ کلی:

اولا:

ان روایات کے مطابق حضرت زہرا(س) ابو بکر سے ناراض تھیں اور اپنی زندگی کی آخری سانس تک اس سے بات تک نہ کی اور بی بی کا پہلا اور آخری کلام ابو بکر سے یہی تھا کہ میں اپنی ہر نماز میں تمہارے لیے بددعا کروں گی۔

ثانیا:

یہ روایات اہل سنت اور وہابیت کے علمی قواعد کے مطابق صحیح و معتبر ہیں:

1. بہت سے اہل سنت کے علماء کی تعریف کے مطابق، وہ روایت کہ جسکو تین یا حتی دو راویوں نے نقل کیا ہو، وہ روایت مستفیض ہوتی ہے اور یہ روایت، مشہور روایت کے مساوی ہوتی ہے اور روایت مشہور بھی حجت (معتبر) ہوتی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ روایت مستفیض، ثقہ خبر سے بھی زیادہ معتبر ہوتی ہے۔

2. ابن تیمیہ کے واضح فتوے کے مطابق وہ روایت کہ جو متعدد طرق سے نقل ہوئی ہو، وہ واسطے ایک دوسرے کی تقویت کرتے ہیں اور جس سے اس روایت کے قطعی طور پر ایک راوی سے صادر ہونے کا علم حاصل ہو جاتا ہے۔

پس مورد بحث روایت تین طریق سے نقل ہوئی ہے، جو کہ مستفیض ہے اور خبر ثقہ سے بھی قوی تر ہے اور یہ راوی ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں کہ جسکے نتیجے میں حضرت زہرا (س) کی ابو بکر اور اسکے جگری دوست عمر پر نفرین و بد دعا کرنے کی روایات خود اہل سنت و وہابیت کے علمی قواعد کے مطابق، معتبر ہیں۔

التماس دعا۔۔۔۔۔